ایثار راعی

امیر شریعت کی زبانی

ڈیڑھ برس پہلے کی بات ہے مجھ سے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری پر ایک مصور فیچر تیار کرنے کو کہا گیا میں رفیق اللہ فوٹو گرافر کو لے کر محلہ ٹبی شیر خاں پہونچا شاہ جی کا پتہ معلوم کیا۔ مسجد کے عقب میں گلی میں ایک کچا سا مکان تھا باہر لیٹر بکس لگا ہوا تھا۔ گلی کی طرف کھلنے والے کمرہ میں شاہ جی موجود تھے۔ وہ ان دنوں بیمار تھے خیر و عافیت پوچھ چکا تو اپنا مدعا بیان کیا۔ شاہ جی بات ٹال گئے، کہا کہ اب زندگی کے آخری سانس گن رہا ہوں اب تو آرام کرنے دو اخبار کے کالم بھرنے کے لئے میرے ماضی کے بخیئے کیوں ادھیڑتے ہو، چند لمحے خاموش رہے پھر کہا ایک بات پوچھوں میں نے کہا ضرور ارشاد فرمایئے کہنے لگے "یہ جو جلّی ہے اس کا بادشاہ شیخ جلی ہوگا" ان دنوں جلّی کی تباہی کے متعلق اخبارات میں خبریں آرہی تھیں۔ شاہ جی نے صبح کا اخبار پڑھا تھا ان کے ذہن میں یہ بات رہ گئی تھی۔ خبروں کی بات چل نکلی تو سمٹ کانفرنس کی ناکامی پر اظہار افسوس کیا کہنے لگے ان کم بختوں سے کوئی کہے کہ زندگی کا علاج کرو تم موت کا سامان لئے پھرتے ہو ان کا اشارہ روس اور امریکہ کی طاقت کی طرف تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ شاہ جی میرے پلے کچھ ڈالنے کو تیار نہیں میں نے ایک بار پھر اپنے ڈھب کی بات کہہ دی۔ شاہ جی آپ کب سے اس کرائے کے مکان میں رہ رہے ہیں، فرمانے لگے کہ ۱۹۴۸ء میں یہاں آگیا تھا اب تک یہیں پڑا ہوں، "آپ نے کوئی مکان الاٹ نہیں کرایا آپ کا کلیم تو ہے" انہیں غالباً یاد آگیا۔

مکان اور قبر

آپ مکان الاٹ منٹ کی بات کرتے ہیں خدا جانے قبر کے لئے چند گز زمین بھی ملے گی یا نہیں۔ ایک دفعہ ایک مرکزی وزیر صاحب مجھے ملنے ملتان تشریف لائے انہوں نے بھی فرمایا تھا کہ اگر میں انہیں کہوں تو وہ مجھے مکان الاٹ کروادیں گے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرما گئے کہ فلاں تاریخ کو فلاں صاحب ملتان سے گذر رہے ہیں ان سے مل لینا میں نے پوچھا پھر شاہ جی آپ نے ان سے ملاقات کی کہا نہیں، میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا میرے پاس کالی اچکن اور قراقلی ٹوپی نہیں تھی۔

شاہ جی آپ کو ذیابیطس کی شکایت کب سے ہے؟ جواب دیا یہ مرض جیل میں میرے ساتھ آلگا تھا! ابھی تک سنگت نبھا رہا ہے۔ ان دنوں جب کہ آپ اس قدر بیمار ہیں اور پبلک لائف سے بھی ریٹائر ہو چکے ہیں کبھی دیرینہ رفقاء میں سے کوئی ملنے آیا ہے؟ جواب میں مسکرادیئے، کہا بیٹا جب تک یہ (زبان) بولتی تھی، سارا برصغیر ہندو پاک ارادت مند تھا۔ اس نے بولنا چھوڑ دیا ہے تو کسی کو پتہ ہی نہیں رہا کہ میں کہاں ہوں، ہاں دیرینہ میں سے ایک آدھ کو چھوڑ باقی میرے ہاں آہی جاتے ہیں، پچھلے دنوں ایبٹ آباد سے ایک دیرینہ ملنے والے صاحب تشریف لائے انہوں نے ایبٹ آباد جانے پر اصرار کیا میں نے انکار کردیا۔ راقم الحروف نے شاہ جی سے کہا آپ

ان کے ہاں چلے جاتے، ایبٹ آباد اچھا صحت افزا مقام ہے ملتان کی گرمی میں آپ کیوں تڑپ رہے ہیں، جواب دیا اب میں عمر کی اس سطح پر آگیا ہوں کہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کتنے لوگ میرے ہاں آتے ہیں ساری عمر لوگوں کی مہمانی میں گزری ہے۔ اب میزبان بن کر بھی دیکھنا ضروری ہے۔ دیکھا کہ اب شاہ جی کھلنے لگے ہیں چنانچہ میں نے کاغذ پنسل سنبھالی تاکہ یادداشت کے لئے کچھ لکھ لوں شاہ جی نے میری تیاری دیکھی تو خاموش ہوگئے بات روک لی میں نے ایک اور سوال کردیا جواب میں کہا کہ اخبار والوں سے ڈر لگتا ہے آپ لوگ اکثر واقعات کو مسخ کردیتے ہیں یا پھر غلط بیان دوسرے سے منسوب کرلیتے ہیں۔ اس ضمن میں مولانا عبدالمجید سالک مرحوم کا ایک واقعہ بھی سنایا، ایک دفعہ سالک مرحوم نے یو۔ پی کے ایک جلسہ کی تقریر میرے نام منسوب کرکے "انقلاب" میں چھاپ دی حالانکہ میں نے یو۔ پی میں کوئی ایسی تقریر نہیں کی تھی، ان سے شکایت کی تو انہوں نے خاطر خواہ جواب نہ دیا۔ میں نے ۲۵ سال تک سالک مرحوم سے بات نہیں کی۔ ایک دن صوفی تبسم مجھے پطرس بخاری مرحوم کے ہاں دعوت پر لے گئے پطرس نے مجھے مدعو کیا تھا اس دعوت میں سالک مرحوم بھی شریک تھے۔ وہاں ہم دونوں کی صلح کرائی گئی۔ سالک نے میری پیٹھ پر ہاتھ مار کر کہا آپ نے میرے یہ پچیس برس تباہ کرکے رکھ دیئے، یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے شاہ جی کے چہرے پر غم کی پرچھائیں پھیل گئیں ایک لمبی سانس لی پھر کہا سب یار کہنہ بچھڑتے جاتے ہیں ایک دن میں ان سے جاملوں گا۔ فرمانے لگے، پطرس کے مکان پر ہم چاروں ساتھی ماضی کے فسانے بیٹھے سناتے رہے نماز کا وقت ہوگیا میں نے پطرس سے کہا آپ سید ہیں۔ قرآن پاک آپ کے گھر میں اترا ہے آپ بھی نماز نہ پڑھیں تو کتنی بری بات ہے پطرس نے یہ سنکر سالک مرحوم کو آواز دی، سالک اُٹھو، شاہ جی ہمیں زبردستی جنت میں لے جائیں گے۔

شاہ جی نے سالک مرحوم کا ایک اور واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے کہ میں حاجی مولانا بخش سمرو کے مکان پر تھا نماز مغرب کے بعد ورد میں مصروف تھا سالک اور مجید لاہوری وہاں پہنچے۔ سالک نے مجھے وظیفہ پڑھتے دیکھ کر یہ شعر پڑھا

بر زبان تسبیح در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

جب ورد سے فارغ ہوا تو کہا میں یقیناً تم دونوں کے خیال میں تھا۔
دن کے گیارہ بج چکے تھے شاہ جی بیٹھے بیٹھے تھک گئے تھے اٹھے اور یہ شعر پڑھا

پرانی صحبتیں یاد آرہی ہیں
چراغوں کا دھواں دیکھا نہ جائے

اور پھر اندر چلے گئے اس ملاقات کے بعد مجھے شاہ جی سے باتیں کرنے کا چسکا پڑ گیا اب میں تقریباً ہفتے میں ایک آدھ بار ضرور شاہ جی سے ملنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ہر ملاقات میں شاہ جی سے میں نے اخبار کے رپورٹر کی حیثیت سے سوال پوچھے دو چار ملاقاتوں کے بعد میں نے ایک مختصر فیچر لکھ مارا۔ جب وہ فیچر چھپا تو کچھ مخالفوں نے اسے مسخ کرکے نقل کیا۔ اس فیچر میں راقم نے اپنے ان جذبات کا اظہار کیا تھا کہ جس مجاہد اور خطیب

اعظم نے ملک کی آزادی کے لئے اتنی لمبی عمر انگریز کے خلاف جنگ لڑی ہے اور ساتھ ساتھ دین کی خدمت بھی کی ہے وہ کرائے کے مکان میں رہ رہا ہے۔ حکومت اور سوسائٹی نے ان کی خدمات کی قدر نہیں کی۔ شاہ جی ناراض ہوگئے، بہر کیف ان کی ناراضی عارضی تھی ایک دن فرمانے لگے بیٹا میں اپنوں سے ناراض ہوتا ہوں تمہاری نیت پر شک نہیں کرتا، تم نے میرے حق میں اچھا نہیں کیا میں نے دیکھا کہ شاہ جی نے معاف کردیا ہے تو ملاقاتوں کا سلسلہ پھر شروع کردیا ان کے متعلق خود ان کی زبانی اور ان کے ساتھیوں کی زبانی بہت سے واقعات سنے۔

دہلی جیل

ایک دفعہ دہلی جیل میں مولانا ابوالکلام آزاد، شاہ جی، ڈاکٹر آصف اور ڈاکٹر انصاری اکھٹے ہوگئے مولانا ابوالکلام چائے کے بڑے رسیا تھے۔ ایک صبح بڑے اہتمام سے چائے تیار کر کے شاہ جی کو پلائی، شاہ جی چائے پی چکے تو مولانا نے داد طلب نظروں سے شاہ جی سے پوچھا چائے کیسی بنی میرے بھائی! شاہ جی نے کہا ایک کمی رہ گئی۔ مولانا ایسے جھنجھنائے جیسے دماغ پر بجلی گری ہو۔ پوچھا وہ کیا میرے بھائی! شاہ جی نے جواب دیا اس میں دو پتی زعفران بھی ہونی چاہئیے تھی۔ ہاں میرے بھائی آپ تو اضافات کی بات کرتے ہیں اچھا میرے بھائی کل آپ کو مذعفر پلاؤں گا چنانچہ دوسرے روز مولانا نے جیل کے ایک ملازم کو پانچ روپے دے کر زعفران منگوایا اور شاہ جی کو مذعفر پلائی۔

ایک دفعہ شاہ جی مولانا حبیب الرحمن کے ہمراہ مولانا آزاد سے ملنے گئے استفادہ کے لئے چند آیات تفسیر کے لئے پیش کیں۔ مولانا نے اپنے انداز میں ان کی تفسیر بیان کی شاہ جی بہت متاثر ہوئے۔ کہا مولانا خدا آپ کو بہت عمر نصیب کرے۔ مولانا نے کہا نہیں میرے بھائی تھوڑی ہو مگر قرینے کی ہو۔

شاہ جی کے گلے میں ایک عجیب و غریب قسم کا رس تھا جس کا حسن و جذب عام طور پر اس وقت ظاہر ہوتا جب آپ اپنی تقریروں سے پہلے تلاوت قرآن کرتے تھے۔

ایک دفعہ میرٹھ کے جلسہ میں تقریر کر رہے تھے۔ پرشوتم داس صدر کانگریس بھی جلسہ میں موجود تھے۔ انہوں نے کہا شاہ جی تلاوت قرآن پاک کریں وہی آتما پر لگ ہوتی ہے شاہ جی نے اس جلسہ میں ساڑھے آٹھ گھنٹے تقریر کی صبح قریب آگئی، اور وہ یہ شعر پڑھ کر سٹیج سے اتر آئے۔

اب وصال بہت کم ہے آسماں سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

ایک دفعہ لاہور موچی دروازے کے باہر تقریر کرتے ہوئے کہا میں حکومت سے کہتا ہوں کہ وہ مفلسی اور بیکاری کے مسئلہ کو حل کرے جو حکومتیں اس مسئلہ کو حل نہیں کرتیں۔ یہ مسئلہ ان حکومتوں کو حل کردیتا ہے اس تقریر میں کہا کہ استبداد کی چکی کا دستہ گورے کے ہاتھ میں ہو یا کالے کے ہاتھ میں چکی وہی رہتی اور ہم اس چکی کو توڑ دینا چاہتے ہیں۔ شاہ جی نے جس مسئلہ پر بھی تقریر کی سننے والوں نے اس سے گہرا اثر قبول کیا۔ ۱۹۳۱ء میں مسئلہ میراث پر انہوں نے ملک بھر میں تقریریں کیں۔ جن کا ردعمل یہ ہوا کہ ایک دفعہ آریہ سماج وچھو والی شاہ عالم لاہور میں ہندوؤں کے ایک جلسہ میں کماری وجیہ وتی نے کھڑے ہوکر وراثت کا مطالبہ کردیا۔ ڈی۔ اے۔ وی کالج کے پرنسپل

چھبیل داس جلسہ کے صدر تھے۔ کماریہ وجیہ وتی نے کہا اگر آپ بہنوں کو وراثت میں حصہ نہیں دیں گے تو ہم مسلمان ہوجائیں گی چھبیل داس نے کہا ہمارے لئے مشکل ہے کیونکہ ہم دور دور شادیاں کرتے ہیں۔ کماری وجیہ وتی نے کہا آپ جگر گوشہ کو بیاہ کر دور بھیج دیتے ہیں لیکن زمین کے ٹکڑے انہیں منتقل نہیں کرسکتے۔

۱۹۳۱ء ۱۹۳۲ء میں تحریک کشمیر کے سلسلہ میں شاہ جی نے جس موثر انداز میں کام کیا اس کے بارے میں گول میز کانفرنس میں وزیر ہند نے کہا تھا کہ ہندوستان میں ایک ایسی سحر بیان شخصیت موجود ہے جو بیک وقت دو حکومتوں کو معطل کر کے رکھ دیتی ہے۔

غرضیکہ اس قسم کے متعدد واقعات شاہ جی کی دینی اور سیاسی زندگی کے متعلق سننے میں آئے وہ خود کہا کرتے تھے ایک زمانہ تھا جب میری تقریر سننے عورتیں رات کا کھانا اپنے کنبہ کو کھلا کر اپنا کھانا پنڈال میں ساتھ لاتی تھیں اور پھر صبح واپس ناشتہ تیار کرنے کیلئے گھروں کو لوٹتیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ شاہ جی کی قدر و منزلت کو ہم نے نہیں پہچانا۔

طلوعِ سحر

جانشینِ امیر شریعت

سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ

کے علمی و تاریخی خطبات

جس میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرتِ ازواج و اصحابِ رسول علیہم الرضوان کے پاکیزہ اور نورانی گوشوں پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

صفحات: ۵۲۸ ۔سفید کاغذ، خوبصورت ٹائٹل اور اعلیٰ کتابت سے مزین۔ قیمت/ ۱۸۰ روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔